رسول اکرم ﷺ کی بعثت ساری کائنات کے لئے ایک ایسی عظیم ترین نعمت ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا کماحقہ شکر ادا نہیں کیا جا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر آپ ﷺ کی بعثت کو احسان عظیم قرار دیا ہے: ,,بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے،، (آل عمران: ۱۶۵)

بے شک ہمارے نبی! محمد ﷺ کا وجود برجِ سعادت کا وہ ستارہ ہے جس نے دنیا کی کایا پلٹ کردی، مگر آپ نے کبھی کوئی ایسی تعلیم نہیں دی کہ عظیم انسانوں کے یوم ولادت کی تعظیم میں ہم کسی طرح کی غیر معمولی تقریب منائیں، سیدنا ابراہیم خلیل اللہ سے آپ کے خاندانی اور روحانی ربط وتعلق کا کوئی ٹھکانا نہ تھا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ,,اے نبی! آپ ابراہیمی ملت حنیفی کی پیروی کیجئے،، (النحل: ۱۲۳) آپ ﷺ خود فرماتے ہیں: ,,میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں،، (السلسلة الصحيحة : ۱۵۴۶) بلکہ شریعت محمد ﷺ پر ایک طائرانہ نظر ڈال کر یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ ملت ابراہیمی ہی کا دوسرا نام ملت مصطفوی ہے، ان سب کے باوجود نبی کریم ﷺ نے ابراہیم خلیل اللہ کی یوم ولادت کی یادگار قائم رکھنے کے لئے اپنے صحابہ کو کسی تقریب اور جشن کے منانے کی طرف متوجہ نہیں کیا، سیدنا نوح علیہ السلام کا ولولہ تبلیغ، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا جوش جہاد، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا زہد واخلاق نبوت و پیغمبری کی اعلیٰ ترین یادگاریں ہیں، مگر ان میں سے کسی کی یوم ولادت پر دور خیر القرون میں کبھی کوئی خوشی نہیں منائی گئی۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ آج جشن میلاد النبی کی یہ تقریب صرف ایک تاریخی یادگار ہی نہیں بلکہ ایک عبادت اور مشروع امر کی طرح مشہور ومعروف ہوچکی ہے، اسے دین وشریعت کا لازمی جزء سمجھا جانے لگا ہے، اور جو اس بدعت سے کنارہ کشی اختیار کرے، دور خیر القرون کے مسلمانوں کی راہ پر چلے اسے گستاخ رسول بتایا جاتا ہے، اگر یہ گستاخی ہے تو نبی کے صحابہ اور اس دور کے مسلمانوں پر کیا حکم لگایا جائے گا، حالانکہ نبی کریم ﷺ کا واضح فرمان ہے: ,,جس نے ہمارے دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے،، (متفق علیہ) انبیاء کرام، ائمہ دین، بزرگان سلف کی یادگاروں کا جو اصل مقصد تھا، یعنی اسوہ حسنہ کی اتباع اور نیکی وصداقت کے عملی نمونوں کی پیروی اور اعمال

صالحہ کی حقیقی عملی یادگار، اس کو تو مٹادیا اور اس کی جگہ محض رسموں کی عظمت اور تہواروں کی رونق اور میلوں کی اچھل کود نے لے لیا، اور اس کی حقیقی روح فنا ہوکر رہ گئی، اللہ کی قسم ہے! بڑے بڑے جبہ دستار کو جلوس کی گاڑیوں پر رقص کرتے اور تھرکتے دیکھ کر سر شرم سے جھک جاتا ہے کہ اے نبی کی امت کے لوگو! شیطان نے تمہاری عقلوں کو اس قدر ماؤف کردیا، اگر یہ نبی کا لایا ہوا دین ہے تو پھر جہالت اور بے دینی کیا ہے؟

☆اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ سے محبت کے پاکیزہ جذبات، آپ کی سیرت طیبہ اور اسوہ حسنہ کا ذکر خیر، ایک مومن صادق کی زندگی کے لئے سب سے قیمتی متاع اور محبوب ترین شغل ہے، مگر جب اس کی روشنی میں اپنی زندگی کو ڈھالنا مقصود ہو، پوری امت نبی کریم ﷺ کے ارشادات وہدایات کی ہر وقت محتاج ہے، اس کے بغیر اسلامی زندگی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا، غیروں کی طرح وقتی اور موسمی عقیدت کا نام محبت رسول نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے مقام ومرتبہ اور ذکر کو ہمیشہ کے لئے بلند کردیا ہے: ,,اے نبی ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کردیا ہے،،

(الشرح: ۴) امام مجاہدؒ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ: ,,جب بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نام لیا جائے گا اس کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کے نام کی صدا بھی بلند کی جائے گی، جیسے کلمہ طیبہ کی شہادت/ ابن کثیر) اور شاعر رسول سیدنا حسان بن ثابتؓ نے آپ ﷺ کی مدح میں جو اشعار کہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے: **وضم الاله اسم النبي الى اسمه +اذا قال في الخمس المؤذن اشهد** ,, اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے نام کو ملالیا ہے، پانچوں نمازوں کے لئے جب موذن توحید ورسالت کی شہادت بلند کرتا ہے،، ہمارے نبی ﷺ کی ذات وحیات اتنی دلکش اتنی پرکشش اور ایسی جامع صفات وکمالات کی حامل ہے کہ جسے عرش والا کبھی : **یايها الرسول**،، سے مخاطب کرتا ہے، کبھی ,, **یا ایها المزمل** ،، کے خطاب محبت سے پکارتا ہے، کبھی ,, **یا ایها المدثر** ،، کے خطاب شفقت سے ذکر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کہیں فرماتا ہے: ,,میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اور آپ اس شہر میں مقیم ہیں، (سورۃ البلد) کہیں آپ کی عزت وتکریم کو ظاہر کرنے کے لئے فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وبھیجو اور خوب خوب سلام بھی بھیجتے رہا کرو،، (الاحزاب: ۵۶)

☆بڑے بڑے اولوالعزم انسانوں کی بڑائیوں اور عظمتوں کی یادگار کو زندہ اور تازہ رکھنے کے لئے جس روح ایمانی کی ضرورت ہے اس کا تعلق محض تذکرہ یا مجلس آرائی سے نہیں، بلکہ اس سے اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ جو اعمال حسنہ اور اخلاق کریمہ ان کی زندگیوں میں پائے جاتے ہیں، اور جس کی یاد اور تذکرہ میں بنی نوع انسان کے لئے سب سے زیادہ موثر دعوت عمل موجود ہے، ان کو اس طرح زندہ رکھا جائے کی آنے والی نسلیں ان اعمال صالحہ کے نمونوں کو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیں، کیونکہ آئندہ نسلوں کی صحیح تعمیر وتربیت میں عملی حیثیت سے یہی کامل زندگیاں اسوہ اور نمونہ بننے کے قابل ہیں جن کے جستہ جستہ حالات قرآن کریم نے بیان کردیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مسلمانو! تمہارے لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، (الممتحنة: ۴) دوسری جگہ فرمایا: بلاشبہ تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں پیروی اور اتباع کے لئے بہترین نمونہ موجود ہے،، (الاحزاب: ۲۱) یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں کہ انبیاء، صالحین اور بزرگوں کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ضرورت اس امر کی ہے، کہ ان کے اسوہ حسنہ کی اتباع کی جائے ان کے اخلاق کریمہ اور اعمال صالحہ کی اقتداء کی جائے، نہ یہ کہ اس حقیقت کو رسموں، تیوہاروں اور جلسہ وجلوس، میلوں ٹھیلوں کی بھول بھلیّوں میں گم کردیا جائے، کون سا ایسا مسلمان ہے جسے اپنے نبی سے محبت نہیں، سلف صالحین کے نزدیک محبتِ رسول کا تعلق اصول ایمان اور بنیادی عقیدہ سے ہے، جو شخص عمداً نبی کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرے ہم اسے مجرم سمجھتے ہیں، ہم ادنی سی گستاخی کو ایمان وعمل کے ضائع کردینے کا ذریعہ جانتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں باب باندھتے ہیں: باب: حبُّ الرسولِ ﷺ مِنَ الایمانِ ,,باب اس بارے میں کہ: رسول اللہ ﷺ سے محبت کا تعلق ایمان سے ہے،، اور اس باب کے تحت یہ حدیث نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں (صحیح بخاری: ۱۵)

☆محبت ایک قلبی اور اعتقادی عمل ہے جسے آدمی کے کردار وعمل سے جانا جاتا ہے، جس کی واضح علامت یہ ہے کہ وہ سنت رسول ﷺ کی کامل اتباع وپیروی کرنے والا ہو، آپ کی توقیر واحترام کرنے والا ہو، آپ کی لائی ہوئی شریعت اور دین سے پورا پورا تمسک کرنے والا ہو، جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف امت نے کیا، اپنے خواہشات و

جذبات کو، اپنے بڑوں کے آراء واقوال، اجتہاد وفتاوی کو خلاف سنت پا کر ترک کردینے والا ہو، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: اے نبی کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تم سے محبت کرے گا،، (آل عمران: ۳۱) ایک اور مقام پر فرمایا: رسول جو تمہیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کردیں اس سے رک جاؤ،، (حشر: ۷) یہ آیت کریمہ عموم پر دلالت کرتی ہے، جو کچھ نبی نے اپنی امت کو دیا، اس کا تعلق دین کے کسی بھی پہلو سے ہو، اسے تم بھی لے لو، جیسے نبی کے صحابہ نے بلاچوں چرا آپ کے ہر حکم کو بشرح صدر قبول کیا، کیونکہ صحابہ کرام جاںنثاری اور اطاعت ومحبت کے اس مقام پر فائز تھے کہ اشارۂ ابرو پر اپنی گردنیں کٹوانے اور مال واولاد کو قربان کرنے سے بھی ذرہ برابر دریغ نہیں کیا، اگر آپ ﷺ کی ولادت پر جشن منانے کی کوئی شرعی حیثیت ہوتی تو نبی کریم ﷺ کے صحابہ، تابعین کرام، ائمہ دین، اور دور خیر القرون کے لوگ اس کار خیر میں ہم سے قطعا پیچھے نہیں رہتے، ایک عربی شاعر کہتا ہے: ,,تم رسول کی نافرمانی کرتے ہو اور اس سے محبت کے دعوے دار بھی ہو، یہ تو ایک عجیب وغریب قیاس ہے، اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو تم رسول اکرم ﷺ کی اتباع و پیروی کرتے، کیونکہ ہر محبت کرنے والا اپنے محبوب کا مطیع وفرمانبردار ہوتا ہے،،

☆ کتاب وسنت میں غلو پسندی اور افراط وتفریط سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے، ہر دور میں شرک وبت پرستی اور ہر طرح کی گمراہی کا بنیادی سبب انبیاء وصالحین کے بارے میں غلو پسندی اور بے جا عقیدت مندی ہی تھی، انسان کو جس سے عقیدت ومحبت ہوتی ہے وہ اس کی شان میں خوب مبالغہ کرتا ہے، اگر وہ امام اور قائد ورہبر ہے تو غلو کے نتیجے میں اسے پیغمبروں کی طرح معصوم سمجھ لیا جاتا ہے، اور نبی ورسول کو اللہ کے صفات میں شریک بنا دیا جاتا ہے، جو فتنے کے اس دور میں بالکل کھلی ہوئی بات ہے، افسوس کہ مسلمان بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکا، اللہ تعالی نے یہود ونصاری کے بارے میں بیان فرمایا: آپ ان سے کہیے: اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو مت کرو اور ان لوگوں کے پیچھے نہ چلو جو پہلے ہی گمراہ ہیں، اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر چکے ہیں اور سیدھی راہ سے بھٹک چکے ہیں (المائدہ: ۷۷) پہلی امتوں نے اپنے رسولوں کی شان میں غلو کیا، انہیں حقیقی مقام سے اٹھا کر اللہ سبحانہ وتعالی کا شریک بنا دیا، یہود ونصاری نے سیدنا عزیر اور سیدنا عیسی علیہم السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا، یہ وہ گمراہیاں تھیں جس کہ وجہ سے نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو غلو پسندی کے خطرناک انجام سے متنبہ فرمایا، ,,مجھ کو اتنا مت بڑھاؤ (میری تعریف میں اتنا مبالغہ نہ کرو) جیسے عیسائیوں نے

عیسی ابن مریم کو بڑھا دیا، میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں لہذا تم یوں کہو! ,,اللہ کا بندہ اور اس کا رسول،، (صحیح بخاری: ۳۴۴۵) دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! دین میں غلو کرنے سے اپنے کو بچاؤ، کیونکہ تم سے پہلے جو لوگ ہلاک وبرباد کئے گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ دین میں غلو کیا کرتے تھے،، (صحیح ابن ماجہ: ۲۴۵۵)

تاریخی حیثیت سے بھی دیکھا جائے تو تقریبا اسلام کی ابتدائی چھ صدیاں جو علم و عمل اور دین وشریعت سے وابستگی، علم کی پختگی اور احترام ومحبت کے لحاظ سے مسلمانوں کے عروج کا زمانہ ہے، مگر عید میلاد النبی کے نام پر جلسہ وجلوس اور اجتماعی خوشی منانے کے موجودہ طریقے سے بالکل خالی ہے، خلفاء راشدین، تابعین ائمہ دین جو ہم سے زیادہ علم وفہم رکھنے والے، شریعت اور دین کے حقیقی مزاج کو سمجھنے والے، اپنے نبی سے غایت درجہ محبت کرنے والے، نبی ﷺ کی ایک ایک سنتوں اور حدیثوں پر عمل کرنے اور امت تک پہونچانے والے، انہوں نے ہر طرح کے وسائل واسباب اور بے پناہ محبت کے باوجود آپ کی یاد میں کبھی کوئی جلوس نہیں نکالا، تو جو کام ہمارے اسلاف امت نے نہیں کیا ہم اسے نیکی اور دین سمجھ کر کیسے انجام دے سکتے ہیں، یا آج ہم نے دین کو سمجھا ہے وہ سمجھنے سے قاصر رہے، ابن ماجشون رحؒ بیان کرتے ہیں میں نے امام مالک رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: جس نے دین میں اچھی بدعت کے نام سے کوئی چیز ایجاد کیا تو گویا اس نے یہ گمان کیا کہ محمد ﷺ نے رسالت کے پہونچانے میں خیانت کیا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: میں نے تم پر تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے (مائدہ: ۳) پس جو اس زمانے میں دین نہیں تھا وہ آج بھی دین نہیں ہوسکتا ہے ،، (الاعتصام للشاطبۃ: ۱/۲۸)

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سنت پر اپنے آپ کو ثابت رکھو، جہاں سلف صالحین ٹھہر گئے وہیں تم بھی ٹھہر جاؤ، جو انہوں نے کہا وہی تم بھی کہو، جہاں انہوں نے اپنے آپ کو روک رکھا وہاں تم بھی رکے رہو، سلف صالحین کے راستے پر چلو، یہی راستہ ان (کی ہدایت اور نجات) کے لئے کافی تھا تمہارے لئے بھی کافی ہے۔ (اللالکائی: فی شرح السنۃ: ۱/۱۵۴)

SMILE PRINT, Chembur-9819889864

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمعہ کا پیغام

محبت رسول ﷺ

کے تقاضے

مرتب:

شیخ محمد ارشد سکراوی

ناشر:

البر فائونڈیشن

۱، ونجارا مینسن، گن پاؤڈر روڈ، مجگاؤں، ڈاکیاڈ روڈ، ممبئی ۱۰۔

موبائل: Cell : 09769403571 / 09987021229

ای میل: albirr.foundation@gmail.com

ویب سائٹ: www.albirr.in